ISSN:3007-3324(P) Tashkeel e Jadeed volume:2, Issue:2, January to June 2025
ISSN:3007-3316 (E) Email: tashkeele.jadeed@aiou.edu.pk

محمد شکیل بھنڈر
پی ایچ ڈی ، اسکالر، شعبہ اقبالیات، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاول پور ای میل:bhinder1973@gmail.com
ڈاکٹر محمد رمضان
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاول پور ای میل:ramzan.tahir@iub.edu.pk

فرمودتِ اقبال اور تحریکِ پاکستان: ایک توضیحی مطالعہ

Iqbal's sayings and the movement of Pakistan: An explanatory study

Abstract:

Allama Iqbal played a key role in the freedom movement. He used not only his poetry but also his writings, speeches and letters to get the Muslims of the Indian subcontinent free from the British and save them from the slavery of the Hindus. In this regard, you gave a historic sermon on 29th December 1930 in Allahabad. In which you presented the two-nation theory. In it, you mentioned two big nations, Hindus and Muslims, apart from small nations. You demanded a separate homeland due to the large proportion of Muslim population in Punjab, Sarhad, Sindh and Balochistan. In addition to his poetry, he also mentioned these provinces in his speeches, writings and letters, which proved to be a milestone in the achievement of independence and the establishment of Pakistan.

Keywords: Subcontinent, , Punjab, Sarhad, Sindh, Baluchistan

قیام پاکستان سے قبل اقبال اس دنیا فانی سے رخصت ہو گئے تھے۔ مگر برصغیر پاک و ہند پر انگریز کی غلامی سے جو حالات پیدا ہو چکے تھے۔ ہندوستان کے بسنے والے آزادی کے حصول کے لئے جدوجہد کر رہے تھے۔ اسی آزادی کو حاصل کر کے ایک الگ وطن جہاں مسلمان مذہبی آزادی کے ساتھ ساتھ معاشرتی آزادی، سماجی آزادی اور علاقائی آزادی کے ذریعے دنیا میں اپنی شناخت کروانا چاہتے تھے۔ اس کو ہندوستان نے تحریک آزادی کا نام دیا۔ جہاں ہندو رہنما اس کوشش میں تھے کہ وہ انگریز کو اس ملک سے نکال کر حکومت حاصل کر لیں اور مسلمانوں کو اپنا غلام رکھیں۔ جبکہ مسلمان رہنما

ایک ایسی آزادی کے حصول کی خاطر جدوجہد کر رہے تھے جہاں آبادی کے اعتبار سے ان کے پاس بھی ایک الگ وطن ہو۔ اس سلسلے میں پہلی بار علامہ اقبال نے دو قومی نظریہ پیش کیا۔ اس میں علامہ اقبال نے رائے دی کہ جن علاقوں میں مسلمان اکثریت میں ہیں وہاں مسلمانوں کی حکومت قائم کی جائے تاکہ مسلمان آزادی حاصل کر کے آزادانہ زندگی بسر کرنے کے ساتھ اپنی عبادات کر سکیں۔

اقبال اپنی شاعری کے ساتھ اپنی تحریروں اور تقریروں میں بھی ان علاقوں اور مقامات کا ذکر کیا ہے جو بہت زیادہ اہمیت کے حامل ہیں۔ آپ نے پنجاب کا ذکر اپنی شاعری کی کتب کی کئی نظموں میں کیا ہے۔ کیونکہ آپ پنجاب میں پیدا ہوئے اور آپ نے اپنی تعلیم سیالکوٹ سے حاصل کی۔ اس کے بعد آپ لاہور چلے آئے یہاں آپ نے اپنی تعلیم کو جاری رکھا۔ اس طرح آپ پنجاب کے رہنے والے اور پنجاب سے محبت کرنے والے تھے۔

علامہ اقبال نے اپنی شاعری میں پنجاب کا ذکر جگہ جگہ کیا ہے۔ آپ اپنی کتاب بال جبریل کی نظم "پنجاب کے پیرزادوں سے" میں پنجاب کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔

آئی یہ صدا سلسلۂ فقر ہوا بند
ہیں اہل نظر کشور پنجاب سے بیزار (1)

اقبال کی اس نظم کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصے میں اقبال شیخ مجدد کی قبر کی زیارت اور ان کے اوصاف حمیدہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں جبکہ دوسرے حصے میں اقبال خود حضرت شیخ مجدد سے ایک سوال کرتے ہیں۔ پنجاب کے پیرزادوں کی صورتِ حال پر شیخ مجدد فرماتے ہیں کہ اس دور میں پنجاب کے ان پیرزادوں کا حال اچھا نہیں ہے۔ ان پیرزادوں کے اسلاف اپنے رب کے برگزیدہ بندے تھے۔ اسی وجہ سے ان کے ماننے والوں نے ان کو بڑی بڑی جاگیرداریاں نذرانے کے طور پر پیش کیں۔ ان بزرگوں کی وفات کے بعد ان کی اولاد نے اپنے ہی اسلاف کی روایت سے منہ پھیر لیا اور ان کے بزرگوں کی حاصل کردہ جاگیروں کی آمدنی سے پیرزادوں نے عیاشی شروع کر دی۔ انہی دنوں انگریزوں نے ہندوستان پر اپنا تسلط جما لیا تو انہوں نے اپنے مفادات حاصل کرنے کے لئے ان پیرزادوں کو استعمال کیا اور ان کی جاگیروں میں مزید اضافہ کر دیا۔

اقبال فرماتے ہیں۔ جب میں حضرت مجدد کی قبر پر حاضری دے رہا تھا تو میری درخواست کے جواب میں شیخ مجدد کی قبر سے آواز آئی کہ پنجاب میں فقر کا جو سلسلہ تھا وہ تو ایک عرصے سے بند ہو چکا ہے۔ اس لئے اہل حق یہاں کے لوگوں اور ان کی ولایت سے مایوس و بیزار ہو چکے ہیں۔

اقبال اپنی اردو کی تصنیف بانگِ درا میں اپنے فلسفہ کے استاد کا ذکر اپنی نظم "نالہ فراق" میں کرتے ہیں آپ پروفیسر آرنلڈ کی یاد میں لکھتے ہیں کہ پروفیسر آرنلڈ نے اقبال کو نا صرف فلسفہ کی تعلیم دی بلکہ جب آپ یورپ میں اعلیٰ تعلیم کے لئے جاتے ہیں تو وہاں بھی آپ کے استاد نے ہمیشہ آپ کی رہنمائی کی۔ اسی وجہ سے آپ نے یہ نظم لکھی اور اس میں پنجاب کا ذکر ان الفاظ میں کیا۔

کھول دے گا دشت وحشت عقدہ تقدیر کو
توڑ کر پہنچوں گا میں پنجاب کی زنجیر کو (2)

اس شعر میں اقبال اپنے استاد آرنلڈ سے مخاطب ہوتے ہوئے کہتے ہیں مجھے جو گورنمنٹ کالج لاہور کی ملازمت حاصل ہوئی ہے۔ یہ میری منزل نہیں ہے اور نا ہی میرے شوق کی دیوانگی میں پنجاب رکاوٹ بن پائے گا بلکہ میں یہ تمام زنجیریں توڑ کر حصول تعلیم اور آپ سے ملنے ضرور آؤں گا اور آخر کار اقبال اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتے ہیں اور اپنی ملازمت کو خیر باد کہہ کر اعلیٰ تعلیم کے لئے یورپ روانہ ہو جاتے ہیں۔ یہ اقبال کی حصول علم کے ساتھ اپنے دیرینہ استاد سے ایک بار پھر ملاقات کی جستجو میں کامیابی حاصل ہوئی۔ یہ اس بات کو ثابت کرتا ہے جب سچے دل سے جستجو کی جائے تو اللہ پاک اس میں کامیابی ضرور دیتا ہے۔ اقبال اپنی کتاب بانگِ درا کی نظم "نانک" میں پنجاب کا ذکر کرتے ہیں۔

بت کدہ پھر بعد مدت کے مگر روشن ہوا
نورِ ابراہیم سے آزر کا گھر روشن ہوا
پھر اُٹھی آخر صدا توحید کی پنجاب سے
ہند کو ایک مردِ کامل نے جگایا خواب سے (3)

اقبال اپنی اس نظم میں گرونانک کا ذکر کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے اس نظم کا عنوان بھی نانک رکھا ہے۔ گرونانک سکھوں کے مشہور گرو ہیں۔ آپ تلونڈی ضلع لاہور کے ایک کھتری خاندان میں 1469 ہجری میں پیدا ہوئے اور وفات کرتارپور 1549 ہجری میں ہوئی۔ آپ نے اپنی ساری زندگی میں توحید اور مساوات کا درس دیا۔ اقبال فرماتے ہیں گرونانک جو کہ پنجاب میں پیدا ہوئے ہیں اور اس دور میں ہندوستان بت کدہ تھا۔ گرونانک کے یہاں پیدا ہونے سے ایک لمبے عرصے کے بعد یہاں واحدانیت کی شمع جلی۔ جیسے آزر کے گھر حضرت ابراہیم نے شمع جلائی۔ اسی طرح توحید کی یہ صدا پنجاب سے اُٹھی اور ایک مردِ کامل نے اہل ہند کو بیدار کر دیا۔ اقبال اپنی کتاب ضرب کلیم کی مختصر نظم "ہندی مسلمان" میں پنجاب کا ذکر کرتے ہیں۔

غدار وطن اس کو بتاتے ہیں برہمن
انگریز سمجھتا ہے مسلمان کو گداگر
پنجاب کے ارباب نبوت کی شریعت
کہتی ہے کہ یہ مومن پارینہ ہے کافر (4)

اقبال اپنی مختصر نظم میں ان مسلمانوں کی بات کرتے ہیں جو کہ برصغیر پاک وہند میں پہلے سے موجود ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہندو مسلمان کو وطن کا غدار سمجھتا ہے کیونکہ وہ کہتا ہے کہ مسلمان اپنے لئے الگ وطن کا مطالبہ کر کے غداری کر رہے اور آزادی کے لئے ہمارا ساتھ نہیں دیتے۔ جبکہ انگریز مسلمان کو بھکاری سمجھتا ہے اور کہتا ہے کہ مسلمان ہر وقت کچھ نا کچھ مانگتے رہتے ہیں۔ کبھی آزادی، کبھی نوکریاں، کبھی ممبریاں اور کبھی اپنے لئے حقوق۔ یہاں پنجاب میں مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریزوں کے کہنے پر جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا اور اس کے پیروکار اپنی شریعت کو سچا اور یہ کہتے تھے کہ یہ پرانے مسلمان جو ہمارے نبی کو نہیں مانتے وہ کافر ہیں۔

اقبال اپنی کتاب اسرار خودی میں پنجاب کے بارے میں فرماتے ہیں۔

خاک پنجاب از دم او زندہ گشت
صبح ما از مہر او تابندہ گشت (5)

ترجمہ پنجاب کی سرزمین ان کے دم سے زندہ ہو گی ہماری صبح ان کے آفتاب سے منور ہو گئی۔

اقبال اپنے فارسی کلام میں حضرت سید مخدوم علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں ذکر کرتے ہیں یہاں آپ نے ذکر کیا ہے کہ ایک نوجوان کی داستان ہے جو داتا گنج بخش حضرت علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کے پاس آتا ہے اور دشمنوں کے ظلم وستم کے خلاف فریاد کرتا ہے۔ اس سلسلے میں آگے جا کر اقبال (داتا گنج بخش جو کہ لاہور میں قیام کرتے ہیں اور یہاں ہی آپ کی آخری آرام گاہ ہے) فرماتے ہیں کہ حضرت علی ہجویری کے پنجاب میں آنے سے یہ سرزمین زندہ ہو گئی ہے اور یہاں پر آپ کے آنے سے اسلام کا نور پھیلا ہے۔ اور آپ کے یہاں پر قیام کرنے سے ہماری زندگی صبح کے سورج کی طرح روشن ہو گئی ہے۔ یعنی ہماری زندگیوں میں اسلام کا نور بھر گیا ہے۔ یہاں کے مسلمان آپ کے دم سے ہی اسلام قبول کر پاتے ہیں۔

اقبال اپنی فارسی کلام کی کتاب جاوید نامہ میں پنجاب کے بارے میں ذکر کرتے ہیں۔

آں سراپا ذوق و شوق و درد و داغ
حاکم پنجاب را چشم و چراغ (6)

ترجمہ وہ (شرف النساء) سراپا ذوق و شوق اور پوشیدہ صفت تھی۔ وہ پنجاب کے حاکم کی چشم و چراغ (بیٹی) تھی۔

اقبال اپنی فارسی کتاب کی ایک غزل قصر شرف النساء میں مغلیہ دور میں پنجاب کے حاکم نواب عبدالصمد خان کی بیٹی کا ذکر کرتے ہیں جس کا نام شرف النساء تھا اس لڑکی کو قرآن پاک اور تلوار سے بہت محبت تھی اس کی شادی نہیں ہوئی تھی اور اسے ساری عمر تلاوت قرآن پاک کا شوق رہا۔ جب یہ وفات پانے لگی تو اس سے پہلے اس نے ایک وصیت کی تھی اور اس کو اس کی وصیت کے مطابق ایک اونچے چبوترے پر قبر بنا کر اس میں دفن کیا گیا۔ کیونکہ یہ چاہتی تھی کہ کسی اونٹ پر سوار نامحرم کا بھی سایہ اس کی قبر پر نہ پڑے۔ اس کی وصیت کے مطابق اس کی قبر میں قرآن پاک اور تلوار بھی رکھی تھی۔ 1840ء میں سکھوں کے عہد میں ایک سکھ نے یہ سمجھا کہ وہاں کوئی خزانہ دفن ہے۔ قبر کے سرہانے سے قرآن پاک اور تلوار نکال لئے۔ بعد میں اس کی قبر کے اردگرد سرو کے پودے اگا دیئے گئے تھے۔ جو اب تک قائم ہیں۔ اس لئے اسے اب سرو والا مقبرہ بھی کہا جاتا ہے۔ اور یہ مقبرہ شالیمار باغ لاہور میں موجود ہے۔

اقبال اپنی اسی غزل میں آگے جا کر فرماتے ہیں۔

از دلش تاب و تب سیماب رفت
خود بدانی آنچہ بر پنجاب رفت (7)

ترجمہ اس کے دل میں عشق کی پارے کی طرح تڑپ ختم ہوگئی۔ تو (زندہ رود) تو خود جانتا ہے کہ پنجاب پر کیا کچھ گزری۔ سکھوں نے 1801ء سے 1846ء تک پنجاب پر حکومت کی اور مسلمانوں کا بہت بُرا حشر کیا۔

اقبال یہاں پر پنجاب کی صورتِ حال کا احوال بیان کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ جب مغلیہ دورِ حکومت ختم ہو رہی تھی اور پنجاب پر سکھوں کی حکومت قائم ہوئی۔ 1801ء میں سکھوں نے پنجاب پر حکومت کرنا شروع کی اور تقریباً 46 سال یہاں حکومت کی۔ اس آدھی صدی میں اپنی حکومت کے دوران پنجاب کے مسلمانوں پر سکھوں نے جو ظلم و ستم کئے وہ تاریخ کا حصہ ہے اور اس دوران مسلمانوں نے بُرے حالات کے باوجود ہمت نہ ہاری۔

اقبال اپنے فارسی کلام میں پنجاب کے بارے میں اپنی کتاب جاوید نامہ میں فرماتے ہیں۔

حرف رومی در دلم سوزے فگند
آہ پنجاب ! آں زمین ارجمند (8)

ترجمہ رومی (مولانا رومی رضی اللہ) کی بات نے میرے دل میں سوز پیدا کر دیا۔ آہ پنجاب کی وہ قدر و منزلت والی زمین۔

اقبال اپنی کتاب جاوید نامہ میں مختصر کلام امیر کبیر حضرت سید علی ہمدانی اور ملا طاہر غنی کشمیری کی زیارت کے عنوان سے لکھتے ہوئے پنجاب کا ذکر کرتے ہیں۔ یہاں آپ اپنے روحانی استاد مولانا رومی کا ذکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مولانا رومی کی بات نے میرے دل کو اُداس کر دیا ہے۔ کیونکہ پنجاب جس قدر و منزلت کے قابل ہونا چاہیے تھا یہاں ایسا نہ ہوا اور اسے ہر دور میں ظلم و ستم برداشت کرنے پڑے۔

علامہ اقبال نے اپنی شاعری کے علاوہ اپنی تقریروں، تحریروں اور بیانات میں بھی متعدد بار اور اہم مقامات پر پنجاب کا ذکر کیا ہے۔ جو اس بات کا مظہر ہے کہ پنجاب جس طرح آج اہمیت کا حامل ہے تحریک آزادی ہند میں بھی سیاست کا مرکز ہونے کے ساتھ ساتھ اہمیت رکھتا تھا۔ یہی وجہ ہے جب ہم علامہ اقبال کی تقریروں اور تحریروں کا احاطہ کرتے ہیں تو اس کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔

علامہ اقبال نے الہ آباد کے مقام پر 1930ء میں دو قومی نظریہ پیش کیا۔ آپ نے اس طرح واضح کیا برصغیر پاک و ہند میں مختلف چھوٹی اقوام کے علاوہ دو بڑی اقوام آباد ہیں۔ ان میں ایک ہندو قوم اور دوسری مسلمان قوم آباد ہیں۔ جو صدیوں سے ایک دوسرے کے ساتھ رہنے کے باوجود اپنے رسم و رواج اور مذہبی لحاظ سے اپنی اپنی شناخت رکھتے ہیں۔ اس مقام پر آپ نے آبادی کے لحاظ سے الگ وطن کا مطالبہ بھی پیش کر دیا۔ آپ نے فرمایا۔

"مجھے اس میں مطلق شبہ نہیں کہ یہ ایوان اس قرارداد میں موجود مسلمانوں کے مطالبات کی پر زور انداز میں حمایت کرے گا۔ ذاتی طور پر تو میں ان مطالبات سے کہیں آگے جاؤں گا۔ میں چاہوں گا کہ پنجاب، شمال مغربی سرحدی صوبہ، سندھ اور بلوچستان کو ضم کر کے ایک واحد ریاست بنا دیا جائے۔"(9)

علامہ اقبال آبادی کے تناسب سے تقسیم ہند کا فارمولا پیش کرتے ہیں اور اس میں پنجاب کا ذکر سب سے پہلے کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کیونکہ آج سے ایک صدی قبل بھی پنجاب کی آبادی دوسرے صوبوں سے زیادہ تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ اپنے اسی خطبہ میں مسلمانوں کا برطانوی فوج میں اپنی خدمات پیش کرنے اور پنجاب کے دفاع کے ساتھ ساتھ پنجاب کی آبادی کے تناسب کا ذکر کرتے ہوئے ہندی فوج میں پہلی جنگِ عظیم کے دوران برطانیہ نے نیپال سے جو لڑکے بھرتی کیے تھے اُن کو اگر منفی کر دیا جائے تو برطانوی سرکار کے ماتحت ہندی فوج میں ایک بہت بڑی تعداد پنجاب کی تھی۔ آپ یوں فرماتے ہیں۔

"پنجاب جس میں مسلمان 56 فی صد ہیں 54 فی صد لڑاکا سپاہی ہندی فوج کو فراہم کرتا ہے اور اگر 19 ہزار گورکھوں کو جو آزاد مملکت نیپال سے بھرتی کئے جاتے ہیں اس تعداد میں سے خارج کر دیا جائے تو پوری ہندی فوج میں پنجاب کے فوجی دستوں کا تناسب 62 فی صد ہو جاتا ہے۔"(10)

اس کے بعد 4 اگست 1932ء کو پونا میں اُس وقت کے برطانوی وزیر اعظم اور مہاتما گاندھی کی طرف سے پنجاب کیمونل ایوارڈ کا اعلان کیا گیا۔ اس کے مطابق مسلمانوں، سکھوں، عیسائیوں اور دلتوں کو بھی جداگانہ انتخابات کا حق دینے کا اعلان کیا گیا۔ کانگریس نے اس ایوارڈ کو اس لئے بھی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا کہ اس میں اچھوتوں کو ہندوؤں سے علیحدہ فرقہ تسلیم کرتے ہوئے ان کو الگ سے مخصوص نشستیں دینے کا اعلان کیا گیا۔

برطانیہ میں دوسری گول میز کانفرنس کے فوری بعد 16 اگست 1932ء کو کیمونل ایوارڈ کا اعلان کیا گیا۔ اس پر علامہ اقبال نے 14 جولائی 1933ء کو ایک بیان دیا جس میں پنجاب کیمونل فارمولے پر اظہار خیال کرتے ہوئے اپنے تحفظات سے آگاہ کیا اور بتایا کہ ہندو اس کو کسی صورت تسلیم نہیں کریں گے۔

" اس پر مسلمانان پنجاب کی اظہار رائے کا موقعہ اس وقت آئے گا۔ جب ہندو اور سکھ اسے قبول کر لیں گے۔ میں دیکھتا ہوں کہ ہندو اخبارات اس کے مخالف ہیں اور سکھ رہنما ماسٹر تارا سنگھ نے اپنے اس ارادے کا اظہار کیا ہے کہ وہ اس کی بھرپور مخالفت کریں گے۔ لہذا میرے لئے قطعی ضروری نہیں کہ میں فارمولے پر تفصیلی تبصرہ کروں۔۔۔۔ فارمولہ مسئلہ پنجاب کا کوئی حل نہیں ہو سکتا۔"(11)

علامہ اقبال کی تحریروں اور تقریروں کے علاوہ آپ کے خطوط میں بھی پنجاب کا ذکر ملتا ہے اس سے پنجاب کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے آپ نے بہت سے رہنماؤں کو خطوط لکھے مگر آپ نے قائداعظم محمد علی جناح کو اپنی زندگی کے آخری سالوں میں سیاسی صوتِ حال کے پیشِ نظر جو خطوط تحریر کئے وہ بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ ان خطوط میں برصغیر پاک و ہند کی سیاسی صوتِ حال پر آپ قائد اعظم محمد علی جناح کو مشورے دیتے رہتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ خاص طور پر آپ اپنے خطوط کے ذریعے پنجاب کی سیاسی صوتِ حال سے اور پنجاب کے معروضی حالات سے بھی آگاہ کرتے رہتے تھے۔ آپ 23 اگست 1936ء کو قائداعظم کو ایک خط میں پنجاب پارلیمنٹری بورڈ اور یونینسٹ پارٹی کے بارے میں تحریر کرتے ہیں۔

"پنجاب پارلیمنٹری بورڈ اور یونینسٹ پارٹی میں مفاہمت کے متعلق کچھ گفتگو ہو رہی ہے۔ ازراہ کرم ایسی مفاہمت کی شرائط اور اس سے متعلق اپنی رائے سے مطلع فرمائیے۔"(12)

علامہ اقبال کی پنجاب کی سیاست پر پوری توجہ تھی۔ آپ اپنی بیماری کے باوجود برصغیر پاک وہند کے مسلمانوں کی نمائندگی کر رہے تھے۔ آپ پنجاب میں مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے ہونے والی سرگرمیوں پر نظر رکھے ہوئے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ قائداعظم محمد علی جناح سے خط و کتابت کے ذریعے مسلسل رابطے میں تھے۔ اور یہاں کی صورت حال سے قائداعظم کو مکمل آگاہ رکھے ہوئے تھے۔ آپ اپنی بیماری کی وجہ سے خود خط نہیں لکھ پا رہے تھے۔ اس لئے آپ نے 10 مئی 1937ء کو غالباً اپنے بچوں کی گورنس ڈورنس سے قائداعظم محمد علی جناح کے نام خط تحریر کروایا۔ اس میں آپ نے قائداعظم کو پنجاب کی صورت حال سے آگاہ کرتے ہوئے خوشی کا اظہار کیا۔

"پنجاب میں لیگ کی نسبت ہمدردانہ جذبات میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے اور یہ کہ یونینسٹوں سمیت پنجاب کے مسلمان آپ کی پوری پست پناہی کریں گے۔"(13)

علامہ اقبال نے قائداعظم کو جو خطوط تحریر کئے وہ قائداعظم محمد علی جناح نے بڑی حفاظت کے ساتھ رکھے اور اپنی زندگی میں ہی ان کی اہمیت پر زور دیا۔ یہ خطوط ایسے وقت میں لکھے گئے تھے جو تحریکِ آزادی ہند میں بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ آپ نے ان خطوط میں برصغیر پاک وہند کی سیاسی صورت حال پر قائداعظم محمد علی جناح سے تبادلہ خیال کیا اور خاص طور پر پنجاب کی صورت حال اور اس میں سیاسی لحاظ سے جو بھی تبدیلیاں رونما ہو رہی تھیں ان سے آگاہ کرتے رہے۔ آپ نے جو خطوط قائداعظم کے نام تحریر کئے ان میں زیادہ خطوط میں پنجاب کا ذکر آیا ہے۔ آپ نے 21 جون 1937ء کو ایک خط محمد علی جناح کے نام لکھوایا۔ اُس خط میں قائداعظم کو پنجاب کی صورت حال سے آگاہ کرتے ہوئے یوں ذکر کیا۔

"پنجاب کے بعض مسلمان پہلے ہی شمال مغربی ہند کی مسلم کانفرنس کے انعقاد کی تجویز پیش کر رہے ہیں اور یہ خیال پھیلتا جا رہا ہے۔"(14)

اقبال نے اپنے خطوط میں پنجاب کا ذکر بہت زیادہ کیا ہے۔ اس بات سے یہ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ علامہ اقبال اپنی بیماری کے باوجود اس قدر ہندوستان کے مسلمانوں کی آزادی اور مسلمانوں کے لیے الگ وطن کے حصول کے لیے فکر مند تھے اور پنجاب کی سیاسی صورت حال میں اپنا کردار ادا کر رہے تھے۔ اور قائداعظم کو اس سے آگاہ بھی رکھے ہوئے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ علامہ اقبال کی فکر اور سیاسی بصیرت کے پیشِ نظر پاکستان کے قیام اور اس کے بعد مسلسل پنجاب کی سیاسی اہمیت میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔

علامہ اقبال کی نظر میں مسلمانوں کے لئے ایک الگ آزاد ریاست کا تصور موجود تھا۔ آپ نے ہندوستان کی سیاست کو بڑی گہری نظر سے دیکھا۔ اسی وجہ سے آپ چاہتے تھے کہ جن علاقوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ اُن کو ملا کر ایک الگ وطن کے طور پر حاصل کر کے اسلامی حکومت

قائم کی جائے۔ اس سلسلے میں آپ نے خطبہ الہ آباد میں دو قومی نظریہ پیش کیا۔ اس میں دوسرے صوبوں کے علاوہ آپ نے صوبہ سرحد کو مسلم آبادی کی وجہ سے ایک الگ وطن میں شامل کرنے کا مشورہ دیا۔

"میری خواہش ہے کہ پنجاب، صوبہ سرحد، سندھ اور بلوچستان کو ایک ہی ریاست میں ملا دیا جائے، خواہ یہ ریاست، سلطنت برطانیہ کے اندر حکومت خود اختیاری حاصل کرے، خواہ اس کے باہر۔"(15)

جب سلطنت عثمانیہ کا خاتمہ ہوا تو مسلمانوں کے اندر اس بات کو لیکر بہت غم وغصہ پایا جاتا تھا اور مسلمانوں کو اس کا بے حد افسوس بھی تھا۔ اس کا اثر برصغیر پاک وہند کے مسلمانوں پر سب سے زیادہ ہوا۔ کیونکہ برصغیر پاک وہند کے مسلمان سلطنت عثمانیہ سے بہت محبت کرنے والے تھے اس مسئلے کو لیکر کانگریس نے خوب فائدہ اُٹھایا اور انہوں نے مسلمانوں سے ان حالات میں انگریز سرکار کے نیچے ہندوستان سے فوری ہجرت کرنے کا اعلان کیا اور تحریک ہجرت کا آغاز کر دیا۔ اس موقع پر ہندوستان کے مسلمان علماء کی طرف سے فتویٰ بھی آگیا۔

اس صورتحال کا اقبال بغور جائزہ لے رہے تھے اور مسلمانوں کا اس طرح اپنا گھر بار فروخت کرکے افغانستان جانے کے فیصلے کو نا صرف نامناسب سمجھا بلکہ اس کی کھل کر مخالفت بھی کی۔ لیکن مسلمانوں نے اس مشکل وقت میں تحریک ہجرت پر پوری طرح عمل کیا۔ اس میں صوبہ پنجاب کے مسلمانوں کے ساتھ ساتھ صوبہ سرحد کے مسلمان بھی پیش پیش تھے۔ اپنا گھر اپنا مال اور اپنے جانور سب تھوڑی سے قیمت میں ہندوؤں کے ہاتھوں فروخت کرکے افغانستان کی طرف ہجرت کر گئے۔ افغانستان خود پسماندہ ملک تھا وہ اتنے زیادہ مہاجرین کا بوجھ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ اس لئے افغانستان نے اپنی سرحد بند کر دی۔ جس کی وجہ سے ہجرت کے لئے جانے والے پنجاب اور سرحد کے مسلمانوں کو واپس آنا پڑا اور ان میں سے ہزاروں راستے میں بھوک کی وجہ سے مر گئے۔ اس کا ذکر علامہ اقبال نے تحریک ہجرت میں ناکامی کے رد عمل میں دیا۔

علامہ اقبال ہندوستان کے مسلمانوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے ساتھ ساتھ یہاں ایک الگ ریاست کے حصول کے لئے بھی کوشاں نظر آتے ہیں۔ آپ اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد جب واپس ہندوستان آتے ہیں تو آپ برصغیر پاک وہند کے سیاسی خدوخال پر بھی غور کرتے ہیں۔ آخر کار آپ اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو انگریزوں سے آزادی حاصل کرنے کے لئے ایک الگ وطن کی ضرورت ہے۔ جہاں وہ اپنے رسم ورواج کے ساتھ مذہبی آزادی بھی حاصل کر سکیں۔ اس مذہبی آزادی کو عملی جامہ پہنانے کے لئے آپ نے 1930ء میں الہ آباد کے مقام پر دو قومی نظریہ پیش کیا۔ اس میں آپ نے دوسرے صوبوں کے علاوہ صوبہ سندھ کو آبادی کے لحاظ سے مسلمانوں کے لئے آزاد ریاست میں شامل کرنے کا فامولا پیش کیا۔ آپ فرماتے ہیں۔ "میری خواہش ہے کہ پنجاب، صوبہ سرحد، سندھ اور بلوچستان کو ایک ہی ریاست میں ملا دیا جائے۔"(16)

اقبال اپنی سیاسی بصیرت کی وجہ سے ہندوستان کو آبادی کے لحاظ سے تقسیم کرنے کا فارمولا پیش کرتے ہیں۔ آپ نے اس فارمولے میں ہندوستان کی مکمل آزادی کا حل پیش کرتے ہوئے بتایا کہ برصغیر پاک وہند میں چھوٹی اقوام کے علاوہ دو بڑی قومیں آباد ہیں۔ ان میں ایک ہندو اور دوسری مسلمان قوم ہے۔ یہ دونوں ہزاروں سال ایک دوسرے کے ساتھ رہنے کے باوجود رسم ورواج اور مذہبی لحاظ سے ایک دوسرے سے بالکل جدا ہیں۔ اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے جن علاقوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے ان علاقوں کو آپس میں ملا کر یہاں مسلمانوں کی حکومت قائم کی جائے۔ جبکہ جن علاقوں میں ہندو آبادی اکثریت میں ہے وہاں پر ہندوؤں کی حکومت قائم کر دی جائے۔ اس کے علاوہ چھوٹی قوموں کے حقوق کا خیال بھی رکھا جائے۔

علامہ اقبال نے قائد اعظم محمد علی جناح کو جو خطوط لکھے ان میں مقامی سیاسی صورتحال کے علاوہ علاقائی اور صوبائی سیاسی طور پر بدلتے ہوئے حالات سے مکمل آگاہی کا اظہار کیا۔ یہ وہ وقت تھا جب اقبال اپنی صحت کے حوالے سے بے حد پریشان تھے۔ آپ کی صحت دن بدن خراب ہوتی جارہی تھی۔ اس کے باوجود آپ کو سب سے زیادہ ہندوستان کے مسلمانوں کی فکر لاحق تھی۔ آپ چاہتے تھے کہ جتنی جلدی ہو سکے انگریزوں سے آزادی حاصل کرنے کے بعد ایک الگ آزاد وطن حاصل کر لیا جائے تاکہ مسلمان آزاد فضاء میں سانس لے سکیں۔

ایسی صورتِ حال کے پیشِ نظر آپ اپنے خطوط کے ذریعے قائد اعظم محمد علی جناح سے مسلسل رابطے میں تھے۔ آپ نے 21 جون 1937ء کو قائد اعظم محمد علی جناح کے نام خط تحریر کیا۔ اس میں ہندوستان کی مجموعی صورت حال کے کا جائزہ لیا۔ آپ نے اس خط میں ہندو و مسلم فسادات کا ذکر کیا اور اس کے ساتھ قائد اعظم محمد علی جناح سے مسلمانوں یعنی ہندوستان کے مسلمانوں کی رہنمائی کی درخواست بھی کر دی۔ آپ نے ان فسادات کا دائرہ پنجاب سے نکل کر سندھ تک پہنچ جانے کا ذکر کیا۔ آپ نے قائد اعظم کو آگاہ کیا کہ یہ فسادات ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کی شانِ مبارک میں گستاخی کی وجہ سے ہو رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ صوبہ سندھ میں بھی قرآن کریم کی بے حرمتی کی۔

> "سندھ میں قرآن مجید نذرِ آتش کرنے کے واقعات بھی پیش آئے ہیں۔ میں نے تمام صوتِ حال کا نظر غاتر سے جائزہ لیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ ان حالات کے اسباب نہ مذہبی ہیں اور نہ اقتصادی بلکہ سیاسی ہیں۔"(17)

اس طرح اقبال اپنی بیماری کے باوجود پورے ہندوستان کی سیاسی صوتِ حال سے باخبر تھے اور اپنے خطوط کے ذریعے قائد اعظم محمد علی جناح کو آگاہ رکھے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ آپ نے دوسرے رفقاء کو جو خطوط لکھے ان میں سندھ کا ذکر نمایاں طور پر کیا۔ آپ نے 18 اپریل 1931ء کو مولوی صالح محمد ادیب تونسوی کے نام خط میں سندھ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا۔

"خواجہ صاحب کی خدمت میں عرض کیجئے کہ وہ ایسے نوجوان سجادہ نشینوں کو ایک جگہ جمع کرلیں۔ میں بھی حاضر ہو کر اُن کی مشورت میں مدد دونگا۔ یہ جلسہ فی الحال پرائیویٹ ہو گا۔ میرے خیال میں ایسے نوجوانوں کی کافی تعداد ہے۔ فی الحال سندھ اور پنجاب کے حضرات ہی جمع ہوں۔"(18)

اقبال جب دوسری گول میز کانفرنس کے لیے انگلستان گئے تو آپ نے وہاں سے اپنے ایک رفیق منشی طاہر الدین کو خط تحریر کیا جس میں یہاں سے روانہ ہونے سے لیکر راستے میں تمام مقامات کا ذکر تفصیل سے کیا۔ آپ نے دوسرے مقامات کے علاوہ سندھ کا ذکر کرتے ہوئے بتایا۔ "خاص کر سندھ کے دوکاندار، مسلمانوں میں شمالی قوم نہایت ہوشیار اور محنتی ہے۔(19)

اس طرح اقبال اپنی تحریروں اور تقریروں کے علاوہ اپنے متعدد خطوط میں سندھ کا ذکر کر چکے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اقبال یہ جانتے تھے کہ سندھ کو نا صرف باب اسلام کہا جاتا ہے بلکہ برصغیر پاک وہند میں اسلام کی ابتدا بھی سندھ سے ہوئی ہے اور سندھ میں مسلمانوں کی تعداد ہندوؤں سے بہت زیادہ تھی۔

علامہ اقبال اپنی سیاسی بصیرت کو مد نظر رکھتے ہوئے مسلمانان ہند کے لئے ایک الگ اسلامی ریاست کے قیام کی خاطر کوشاں تھے۔ آپ برصغیر پاک وہند کے سیاسی حالات کو بہت گہری نظر سے دیکھ رہے تھے۔ کیونکہ آپ یہ چاہتے تھے کہ جہاں مسلمانوں کی آبادی زیادہ ہے وہاں پر انگریزوں سے آزادی حاصل کر کے مسلمان اپنا الگ ملک قائم کر سکیں۔ اسی سلسلے میں دوسرے صوبوں کے علاوہ آپ کی بلوچستان پر گہری نظر تھی۔ بلکہ ابھی آپ نے اپنی تعلیم مکمل ہی کی تھی اور آپ اعلیٰ تعلیم کے لئے یورپ نہیں گئے تھے۔ اس سے پہلے آپ کو بلوچستان جانا پڑا۔ یہ وہ وقت تھا جب آپ کے بڑے بھائی شیخ عطا محمد جو کہ بلوچستان میں نوکری کرتے تھے اُن پر مقدمہ درج کر دیا گیا تھا۔ اس سلسلے میں علامہ اقبال نے 1903ء میں بلوچستان کا سفر کیا۔

"اقبال کے بڑے بھائی شیخ عطا محمد بلوچستان میں اوورسیز تھے۔ ریاست قلات نے ان پر مقدمہ کھڑا کر کے قید کر دیا۔ اقبال ریل، گھوڑے اور اونٹ کا تکلیف دہ سفر طے کر کے وہاں پہنچے۔"(20)

علامہ اقبال کے بھائی شیخ عطا محمد پر وہاں کے پولیٹیکل ایجنٹ کے کہنے پر جھوٹا مقدمہ بنایا گیا۔ اقبال کے کہنے پر انگریز سرکار نے نا صرف شیخ عطا محمد کو اس مقدمے سے نکالا اور مقدمہ خارج کر دیا بلکہ اُس پولیٹیکل ایجنٹ کو وہاں سے تبدیل کر دیا۔

علامہ اقبال نے اس کے علاوہ بھی بلوچستان کا اُس وقت سفر کیا جب آپ افغانستان کے دورے پر گئے تو واپسی پر بلوچستان کے راستے واپس لاہور آئے۔ اس بارے میں وادیِ شال کے ایک مشہور سماجی و علمی شخصیت ڈاکٹر محمد ایوب جب 21 جون 1921ء کو کوئٹہ آتے ہیں تو بیان کرتے ہیں۔

"جب علامہ اقبال شاہِ افغانستان نادر شاہ کی دعوت پر سید راس مسعود اور سید سلیمان ندوی کے ساتھ کابل تشریف لے گئے تو واپسی پر قندھار، چمن اور کوئٹہ میں ملاقات ہوئی تھی۔"(21)

علامہ اقبال نے 1928ء میں پنجاب کونسل کے اجلاس میں آنے والے اجلاس کے بارے میں چند قراردادیں پیش کرنے کے لئے نوٹس جمع کروایا۔ ان قراردادوں میں آپ نے صوبہ سرحد اور صوبہ بلوچستان میں یونیورسیٹوں کے قیام کے بارے میں اپنی رائے دی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ صرف پنجاب کے بارے میں نہیں سوچتے تھے بلکہ آپ کو دوسرے صوبوں میں مسلمانوں کی ترقی کے لئے تعلیم بلکہ اعلیٰ تعلیم کا ہونا بہت ضروری ہے آپ نے فرمایا۔

"صوبہ سرحد اور بلوچستان کے لئے علیحدہ یونیورسیٹوں کے قیام کی خاطر حکومت ہند کی توجہ مبذول کرانا تھا۔"(22)

اس کے ساتھ آل پارٹیز مسلم کانفرنس کا قیام ہوا اور اس کانفرنس کے بانی اراکین میں سے اقبال تھے۔ اس آل پارٹیز مسلم کانفرنس نے ایک قرار داد منظور کی گئی۔ اس کانفرنس میں بھی بلوچستان کے حقوق کا اظہار بڑے واضح الفاظ میں کیا گیا۔ "بلوچستان اور صوبہ سرحد میں دیگر صوبوں کی طرح دستوری اصلاحات نافذ کی جائیں۔"(23)

اقبال جب پہلی بار 1903ء میں بلوچستان جاتے ہیں جہاں آپ کو اپنے بڑے بھائی کے مقدمہ کے سلسلے میں جانا پڑتا ہے تو آپ 25 مئی 1903ء کو فورٹ سنڈیمن برٹش بلوچستان سے نواب صدر یار جنگ بہادر حبیب الرحمن خان شیروانی کو ایک خط لکھتے ہیں۔ جس میں بلوچستان آنے کی وجہ بیان کرتے ہیں۔ اس میں آپ اپنے بھائی کے بارے میں تمام صورتِ حال سے آگاہ کرتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں۔

"میں ایک مصیبت میں مبتلا اس وقت لاہور سے ایک ہزار میل کے فاصلہ پر برٹش بلوچستان میں ہوں۔ آپ بھی خدا کی جناب میں دُعا کریں کہ اس کا انجام اچھا ہو۔"(24)

اقبال اپنی شاعری کے علاوہ اپنی تقریروں اور تحریروں کے ذریعے برصغیر پاک وہند کے مسلمانوں کے حق میں ہر جگہ آواز بلند کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ آپ نے اپنی زندگی میں سیاسی، سماجی، مذہبی اور جغرافیائی اعتبار سے بے شمار خطوط تحریر کئے ہیں۔ یہ خطوط اندرون ہندوستان اور بیرونی

ہندوستان اہم شخصیات کو لکھے۔ ان میں ہندوستان کی صورت حال کے علاوہ جنوبی ایشیائی خطے اور پوری دنیا میں رونما ہونے والے حالات کے ذکر کے علاوہ اپنی نجی زندگی کے حوالے سے اپنے خاندان کو بھی خطوط تحریر کرتے ہیں۔ اسی سلسلے میں آپ اپنے بھائی کے لئے بلوچستان کا سفر کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ جب آپ ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے ایک الگ ریاست کا مطالبہ کرتے ہیں۔ جس میں پنجاب، صوبہ سرحد، سندھ اور بلوچستان کا نام لیکر یہاں مسلمانوں کی اکثریت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اسلامی ملک کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اسی سلسلے میں آپ 10 اکتوبر 1931ء کو ایڈیٹر لندن ٹائمز کے نام ایک خط تحریر کرتے ہوئے یوں فرماتے ہیں۔

> "میری خواہش ہے کہ پنجاب، صوبہ شمال سرحد، سندھ اور بلوچستان کو یکجا کر کے ایک واحد ریاست بنا دی جائے۔ خود مختار حکومت برطانوی سلطنت کے اندر ملے یا برطانوی سلطنت کے باہر، مجھے تو یہی نظر آتا ہے کہ شمالی مغربی ہند میں ایک مستحکم و متحدہ مسلم ریاست کی تشکیل، مسلمانوں کم زکم شمال مغربی ہند کے مسلمانوں کے لئے بالا آخر مقدر ہو چکی ہے۔"(25)

علامہ اقبال نے اپنی تصانیف کے علاوہ اپنی تحریروں اور تقریروں میں تحریک پاکستان اور برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے ساتھ ساتھ حقیقی آزادی کے لیے انتھک محنت اور کوشش کی. آپ نے اپنے خطوط کے ذریعے تحریک آزادی کے لیے کوششیں کیں، تحریک پاکستان میں لکھے گئے خطوط میں سب سے اہم قائداعظم محمد علی جناح کے نام تحریر کیے گئے خطوط ہیں ، یہ خطوط تاریخی حیثیت رکھتے ہیں ۔ اس سے ثابت ہوتا ہے علامہ اقبال نے اپنی زنگی کے آخری سالوں میں اپنی بیماری کے باوجود دن رات حصول پاکستان کے لیے بے حد محنت کی جس کی وجہ سے علامہ کی وفات کے آٹھ سال بعد پاکستان دنیا کے نقشے پر نمودار ہو گیا ۔

حوالہ جات

۱۔ محمد اقبال ،علامہ ، ڈاکٹر،'' کلیاتِ اقبال (اردو)''، (لاہور: الفیصل ناشران، تاجران کتب، اردو بازار ، ۲۰۱۱ء)، ص:۵۴۲

۲۔ ایضاً، ص: ۱۰۵

۳۔ ایضاً، ص:۲۹۵

۴۔ ایضاً، ص: ۵۸۰

۵۔ محمد اقبال، علامہ، ڈاکٹر، '' کلیات اقبال (فارسی)''، ترجمہ، پروفیسر حمید اللہ شاہ ہاشمی ، (لاہور، مکتبہ دانیال،۲۰۰۹ء)،ص:۹۱

۶۔ ایضاً،ص:۸۲۲

۷۔ ایضاً،ص:۸۲۳

۸۔ ایضاً،ص:۸۲۶

۹۔ محمد اقبال، علامہ، ڈاکٹر، ، ''علامہ اقبال تقریریں، تحریریں اور بیانات''،مترجم، احمد صدیقی، (لاہو، اقبال اکادمی پاکستان،۲۰۱۵ء)،ص:۲۶۔۲۷

۱۰۔ ایضاً،ص:۲۷

۱۱۔ ایضاً،ص:۳۱۹

۱۲۔ محمد اقبال، علامہ، ڈاکٹر، ، ''کلیات مکاتیبِ اقبال''،مرتبہ ،سید مظفر حسین برنی، جلد اول، (جہلم، بک کارنر پبلشرز اینڈ بک سیلرز،۲۰۱۶ء)،ص:۳۷۹

۱۳۔ ایضاً،ص:۴۸۰

۱۴۔ ایضاً،ص:۵۰۵

۱۵۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، '' اقبال سب کے لئے ''، (کراچی، اکیڈمی سندھ،۱۹۷۸ء)،ص:۱۵۴

۱۶۔ ایضاً

۱۷۔ محمد اقبال، علامہ، ڈاکٹر، '' کلیات مکاتیبِ اقبال''،ص:۳۰۵

۱۸۔ ایضاً،ص:۱۹۵

۱۹۔ ایضاً،ص:۲۴۲

۲۰۔ انعام الحق کوثر، ڈاکٹر، ''علامہ اقبال اور بلوچستان''، (لاہور، اقبال اکادمی پاکستان،۲۰۰۹ء)، ص: ۳۷

۲۱۔ ایضاً،ص:۳۸

۲۲۔ جاوید اقبال، ڈاکٹر، ''زندہ رود ''،(لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۴ء)،ص:۳۸۹

۲۳۔ ایضاً

۲۴۔ انعام الحق کوثر، ڈاکٹر، ''علامہ اقبال اور بلوچستان''،ص:۳۷۔۳۸

۲۵۔ محمد اقبال علامہ،ڈاکٹر،'' کلیات، مکاتیب اقبال''،ص:۲۴۷

References:

1. Muhammad Iqbal, Allama, Dr., "Kaliyat-e-Iqbal (Urdu)", (Lahore: Al-Faisal Publishers, Book Dealers, Urdu Bazaar, 2011), p. 542
2. Ibid., p. 105
3. Ibid., p. 295
4. Ibid., p. 580
5. Muhammad Iqbal, Allama, Dr., "Kaliyat-e-Iqbal (Persian)", translated by Professor Hamidullah Shah Hashmi, (Lahore, Maktaba Daniyal, 2009), p. 91
6. Ibid., p. 822
7. Ibid., p. 823
8. Ibid., p. 824
9. Muhammad Iqbal, Allama, Dr., "Allama Iqbal's Speeches, Writings and Statements", translated by Ahmed Siddiqui, (Lahore, Iqbal Academy Pakistan, 2015), p. 26-27
10. Ibid., p. 27
11. Ibid., p. 319
12. Muhammad Iqbal, Allama, Dr., "Kaliyat Makateeb-e-Iqbal", edited by Syed Muzaffar Hussain Burney, Volume 1, (Jhelum, Book Corner Publishers and Booksellers, 2016), p. 379
13. Ibid., p. 480
14. Ibid., p. 505
15. Farman Fatehpuri, Dr., "Iqbal for All", (Karachi, Academy Sindh, 1978), p. 154
16. Ibid.
17. Muhammad Iqbal, Allama, Dr., "Kaliyat Makateeb-e-Iqbal", p. 305
18. Ibid., p. 195
19. Ibid., p. 242
20. Inam-ul-Haq Kausar, Dr., "Allama Iqbal and Balochistan", (Lahore, Iqbal Academy Pakistan, 2009), p. 37
21. Ibid., p. 38
22. Javed Iqbal, Dr., "Zindah Rood", (Lahore, Sangmail Publications, 2014), p. 389
23. Also
24. Inamul Haq Kausar, Dr., "Allama Iqbal and Balochistan", p. 37-38
25. Muhammad Iqbal Allama, Dr., "Kulyat, Makateeb Iqbal", p. 247